

کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا۔

مقصد یہ ہے کہ وجود حقیقی ایک ہے اور وہ خدا ہے۔ اسی مبدائے فیض سے ہر وجود پیدا ہوا، جس کی ہستی عارضی ہے۔ اگر یہ وجود پیدا نہ ہوتے تو مبدائے حقیقی میں شامل ہوتے اور اس کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ کیونکہ جب کچھ نہیں تھا تو خدا تھا اور کچھ نہ ہوتا تو اس حالت میں بھی خدا ہوتا۔

۲۔ شرح :- جب غم کی فراوانی نے سر کو بے حس بنا دیا اور احساس کی صلاحیت ہی اس میں نہ رہی تو اس کے کٹ جانے کا کیا غم ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اگر یہ تن سے جدا نہ ہوتا تو بے حس و حرکت ہونے کے باعث زالو پر دھرا رہتا۔  
اس میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ جب کوئی چیز بے حس اور سُن ہو جائے تو اس کے کٹنے کا بھی کوئی احساس نہیں ہوتا۔

۳۔ شرح :- مدت ہوئی کہ غالب کا انتقال ہو چکا ہے، لیکن وہ اس لیے بار بار یاد آتا ہے کہ ہر بات پر کہا کرتا تھا: ”یوں ہوتا تو کیا ہو جاتا“  
”یوں ہوتا تو کیا ہو جاتا“ سے مختلف پہلو نکالے جا سکتے ہیں، مثلاً کسی کو کوئی صدمہ پیش آگیا اور اس نے غالب سے ذکر کرتے ہوئے کہا کہ بھائی! میں تو مصیبت کا شکار ہو گیا۔ غالب نے اس کی توجہ اصل واقعہ کی طرف سے منعطف کرتے ہوئے کہا کہ اگر یوں نہ ہوتا اور یوں ہوتا تو کیا ہو جاتا؟  
دوسرا پہلو یہ ہے کہ گریب غالب کی ایک فطری خصوصیت تھی۔ اسی بنا پر وہ ہر واقعے کے متعلق کہا کرتا تھا کہ اگر یوں ہوتا تو کیا ہوتا۔ گریب کے علاوہ اس میں تمنا و ارمان کا پہلو بھی نکلتا ہے۔



۱۔ شرح :- بہار آگئی ہے

باغ کی زمین کا کوئی بھی ذرہ بیکار اور

جوشِ نو سے خالی نہیں رہا۔ جگہ جگہ بکثرت

بیک ذرہ زمین نہیں بے کار باغ کا

یاں جادہ بھی، فقیدہ ہے لالے کے داغ کا